بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک وقت میں دو بہنوں کو نکاح میں رکھ سکتے ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا ایک شخص دو بہنوں سے ایک وقت میں نکاح کر سکتا ہے؟

جواب

دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا، خواہ ایک ہی عقد یعنی ایک ہی ایجاب وقبول کے ذریعے ہو یا الگ الگ عقدوں کے ذریعے، بہر صورت قرآنِ کریم کی واضح صریح نص کے مطابق حرامِ قطعی ہے، جس کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اس کی حرمت میں احادیث مبارکہ اور فقہی نصوص وارد ہیں۔ اگر کوئی شخص دونوں بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کرلے، تو کسی سے بھی نکاح نہیں ہوگا۔ اگر ایک بہن پہلے سے نکاح میں ہو اور پھر دوسری بہن سے الگ عقد کے ذریعے نکاح کرے، تو پہلی کا نکاح برقرار رہے گا، مگر دوسری بہن سے کیا گیا نکاح باطل ہوگا۔ پھر اگر دوسری سے ازدواجی تعلق بھی قائم کرلے، تو پہلی والی بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کرنا بھی حرام ہوجائے گا، یہاں تک کہ دوسری کو جُدا کردے اور اس کی عدت گزر جائے، تو اب پہلی والی حلال ہوجائے گی۔ ان سے متعلقہ مزید احکام کتبِ فقہ میں مذکور ہیں۔ تفصیل کے لیے بہار شریعت، محرمات کا بیان، حصہ 7 کا مطالعہ کیجئے۔

بہر حال دو بہنوں کو ایک وقت میں نکاح میں جمع کرنا سخت ناجائز و حرام ہے۔ البتہ اگر پہلی بہن کا انتقال ہوجائے، یا اُسے طلاق دے دی جائے اور اس کی عدت بھی مکمل ہوجائے، تو اس کے بعد دوسری بہن سے نکاح کرنا، جائز ہوگا، کیونکہ اب دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنے کی صورت باقی نہیں رہے گی۔ واضح رہے کہ اس حکم میں نسبی بہنیں چاہے سگی ہوں، باپ شریک ہوں، یا ماں شریک ہوں اور رضاعی (دودھ کے رشتے کی) بہنیں سب شامل ہیں۔ البتہ جن رشتوں کو معاشرتی طور پر "بہن" کہہ دیا جاتا ہے، جیسے اپنی یا بیوی کی کزنز یعنی چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں، تو وہ شرعی اعتبار سے بہن کے حکم میں نہیں۔ لہذا ایک وقت میں بیوی اور اُس کی کزن سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے، اس کی مما نعت نہیں۔

جزئیات ملاحظہ ہوں:

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا (حرام ہے۔) البتہ جو پہلے گزر گیا۔" (پارہ 4، سورۃ النساء، آیت 23)

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا، چاہے ایک عقد میں ہو، یا ایک سے نکاح کے بعد دوسرے سے الگ عقد ہو، بہر صورت یہ ناجائز و حرام ہے، چنانچہ امام احمد بن علی ابو بکر رازی جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ "احکام القرآن للجصاص" میں فرماتے ہیں: "قولہ تعالی: ﴿و ان تجمعوا بین الاختین إلا ما قد سلف﴾ "قال أبو بکر: قد اقتضی ذلک تحریم الجمع بین الأختین في سائر الوجوہ لعموم اللفظ; والجمع علی وجوہ: منھا أن یعقد علیھما جمیعا معا فلا یصح نکاح واحدۃ منھما; لأنہ جامع بینھما، ولیست إحداھما بأولی بجواز نکاحھا من الأخری، ولا یجوز تصحیح نکاحھما مع تحریم اللہ تعالی الجمع بینھما، وغیر جائز تخییر الزوج في أن یختار أیتھما شاء من قبل أن العقدۃ وقعت فاسدۃ مثل النکاح في العدۃ أو ھي تحت زوج، فلا یصح أبدا. ومن الجمع أن یتزوج إحداھما ثم یتزوج الأخری بعدھا، فلا یصح نکاح الثانیۃ; لأن الجمع بھا حصل وعقدھا وقع منھیا عنہ وعقد الأولی وقع مباحا، فیفرق بینہ وبین الثانیۃ" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "اور یہ (حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو چکا" کے بارے میں ابو بکر نے فرمایا: اس آیت کا عموم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ دو بہنوں کو ہر صورت میں جمع کرنا حرام ہے۔ اور جمع کرنے کی کئی صورتیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ دونوں سے ایک ساتھ نکاح کرلے، تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نکاح بھی صحیح نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس نے دونوں کو جمع کیا ہے، اور ان میں سے ایک دوسری کے مقابلے میں نکاح کے جواز کی زیادہ حق دار نہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جب دونوں کو جمع کرنا حرام قرار دیا ہے، تو دونوں کے نکاح کو صحیح قرار دینا بھی جائز نہیں۔ اور شوہر کو یہ اختیار دینا بھی درست نہیں کہ وہ ان دونوں میں سے جسے چاہے اختیار کرلے؛ کیونکہ نکاح کا عقد ہی فاسد واقع ہوا ہے، جیسے عدت والی عورت سے نکاح یا ایسی عورت سے نکاح جو کسی اور کے نکاح میں ہو، تو ایسا نکاح کبھی صحیح نہیں ہوتا۔ اور جمع کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پہلے ایک بہن سے نکاح کرے، پھر اس کے بعد دوسری بہن سے نکاح کرے، تو دوسری کا نکاح صحیح نہیں ہوگا؛ کیونکہ اسی کے ذریعے دونوں بہنوں کو جمع کرنا پایا گیا، اور اس کا عقد ممنوع طریقے پر واقع ہوا، جبکہ پہلی کا عقد مباح طریقے پر ہوا تھا، لہٰذا اس شخص اور دوسری عورت کے درمیان جدائی کر دی جائے گی۔ (احکام القرآن للجصاص، جلد 2، صفحہ 164، 163، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دو بہنیں چاہے نسبی ہوں یا رضاعی، اُنہیں نکاح میں جمع کرنا، جائز نہیں، چنانچہ اوپر مذکور آیت کے تحت تفسیر بغوی و تفسیر خازن میں ہے: (واللفظ للاول): قولہ تعالی: **و ان تجمعوا بین الاختین**، "لا یجوز للرجل أن یجمع بین الأختین في النکاح سواء کانت الأخوۃ بینھما بالنسب أو بالرضاع، فإذا نکح امرأۃ ثم طلقھا بائنا جاز لہ نکاح أختھا" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور (حرام ہے کہ) تم دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرو۔ (لہٰذا) کسی مرد کے لیے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا، جائز نہیں، خواہ ان دونوں کے درمیان بہن ہونے کا تعلق نسب کے ذریعے ہو یا رضاعت کے ذریعے۔ پس جب کوئی شخص ایک عورت سے نکاح کرے، پھر اسے طلاق بائن دے دے، تو اس کے لیے اس عورت کی بہن سے نکاح کرنا، جائز ہو جاتا ہے۔ (تفسیر بغوی، جلد 1، صفحہ 553، دار اِحیاء التراث العربی، بیروت)

دو بہنیں چاہے سگی ہوں، باپ شریک ہوں، یا ماں شریک ہوں سب اس ممانعت میں داخل ہیں، چنانچہ تفسیر ابن جزی میں ہے: "و أن تجمعوا بین الأختین یقتضي تحریم الجمع بین الأختین سواء کانتا شقیقتین أو لأب أو لأم" ترجمہ: اور دو بہنوں کو جمع کرنا

(حرام ہے) یہ (آیتِ کریمہ) دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے، چاہے وہ بہنیں سگی ہوں یا باپ شریک ہوں یا ماں شریک ہوں۔ (التسہیل لعلوم التنزیل (تفسیر ابن جزي)، جلد 1، صفحہ 186، مطبوعہ بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر نعیمی" میں ارشاد فرماتے ہیں: "اختین سے مراد ہر قسم کی بہنیں ہیں۔ سگی ہوں، یا ماں، یا باپ شریکی، یا دودھ کی، یعنی اے مسلمانو! تم پر یہ بھی حرام ہے کہ کسی بھی قسم کی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔" (تفسیرِ نعیمی، جلد 4، صفحہ 577، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

احادیثِ مبارکہ سے بھی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے، چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث پاک ہے: "أن أم حبيبة قالت: قلت: يا رسول الله، انكح أختي بنت أبي سفيان، قال: "وتحبين؟" قلت: نعم لست بمخلية، وأحب من شاركني في خير أختي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إن ذلك لا يحل لي"" ترجمہ: (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ) حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بہن، ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح فرما لیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم یہ پسند کرتی ہو؟" میں نے عرض کی: جی ہاں! میں اکیلی تو رہنے والی نہیں، اور مجھے یہ پسند ہے کہ جو خیر مجھے حاصل ہے، اس میں میری بہن بھی شریک ہو۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ میرے لیے حلال نہیں۔" (صحیح البخاری، جلد 7، صفحہ 32، رقم الحدیث: 5097، دار التأصیل، القاہرہ)

اس کے تحت علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں فرماتے ہیں: "قوله: (إن ذلك لا يحل لي) لأنه جمع بين الأختين، وهذا كان قبل علم أم حبيبة بالحرمة، أو ظنت أن جوازه من خصائص النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، لأن أكثر حكم نكاحه يخالف أحكام أنكحة الأمة" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: (یہ میرے لیے حلال نہیں) کیونکہ یہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا ہے۔ اور یہ واقعہ اُس وقت کا تھا جب اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس حرمت کا علم نہیں تھا، یا انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اس کا جواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے، کیونکہ آپ کے نکاح کے بہت سے احکام امت کے نکاح کے احکام سے مختلف ہیں (لیکن دو بہنوں کو جمع کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی جائز نہیں تھا)۔ (عمدۃ القاری، جلد 20، صفحہ 94، دار إحیاء التراث العربی)

دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کیا، دونوں نکاح باطل ہوں گے، لیکن اگر پہلے ایک سے کیا، پھر اس کی موجودگی میں دوسری سے تو دوسری سے نکاح باطل ہوگا، چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے: "فإن تزوجهما في عقدة واحدة بطل نكاحهما؛ لأنه لا وجه لتصحيح نكاح إحداهما بغير عينها فإن النكاح عقد تمليك فلا يثبت في المجهولة ابتداء، ولا بعينها إذ ليست إحداهما بأولى من الأخرى، ولا يمكن تصحيح نكاحهما؛ لأن الجمع محرم بالنص فتعين البطلان، وإن نكح إحداهما قبل الأخرى فنكاح الأولى جائز؛ لأن بهذا العقد لا يصير جامعا ونكاح الثانية فاسد؛ لأن بهذا العقد يصير جامعا بين الأختين فتعين فيه جهة البطلان فيفرق بينهما" ترجمہ: پس اگر دونوں بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا کیونکہ کسی ایک کے نکاح کو بغیر تعیین کے صحیح قرار دینے کی کوئی صورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح ایک ملکیت کا عقد ہے، اور ابتداءً یہ مجہول (غیر معین)

صورت میں ثابت نہیں ہوتا، اور نہ ہی کسی ایک کو معین کر کے صحیح قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ دونوں میں سے کوئی ایک دوسری کے مقابلے میں نکاح کے جواز کی زیادہ حق دار نہیں اور دونوں نکاحوں کو صحیح قرار دینا بھی ممکن نہیں، کیونکہ نص کے ذریعے دونوں کو جمع کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، لہٰذا بطلان متعین ہوگیا۔ اور اگر ایک بہن سے پہلے نکاح کرے اور پھر دوسری سے نکاح کرے تو پہلی بہن کا نکاح جائز ہے؛ کیونکہ اس عقد کے ساتھ وہ "دو بہنوں کو جمع کرنے والا" نہیں بنتا۔ جبکہ دوسری بہن کا نکاح فاسد ہے؛ کیونکہ اس عقد کے ذریعے وہ دو بہنوں کو جمع کرنے والا بن جاتا ہے، لہٰذا اس میں بطلان لازم ہوگیا اور دونوں میں جدائی کر دی جائے گی۔ (**بمسوط سرخسی**، جلد2، صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فتاوی رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "اگر دونوں (بہنوں) سے ایک ساتھ نکاح کیا دونوں حرام، اور اگر آگے پیچھے کیا تو پہلی کا نکاح بے خلل، دوسری کا حرام، پھر جب دوسری سے قربت (ہمبستری) کی پہلی سے قربت بھی حرام ہوگئی، جب تک اُسے جدا کر کے عدت نہ گزر جائے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک سوال کے جواب میں فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: "تاحیاتِ زوجہ جب تک اُسے طلاق ہو کر عدت نہ گزر جائے، اُس کی بہن سے جو اُس کے باپ کے نطفے، یا ماں کے پیٹ سے، یا دودھ شریک ہے نکاح حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: **و ان تجمعوا بین الاختین** (اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا حرام ہے) اور ان کے سوا زوجہ کی رشتہ کی بہنیں مثلاً چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں اس کے شوہر پر ہر وقت حلال ہیں کل ذلک مصرح بہ فی کتب الفقہ (ان تمام مسائل کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔" (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 315، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام قطعی ہے، اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو جس میں دوسرے امام کو خلاف کی گنجائش ہو، نہ اس کی حرمت کسی حدیث احاد سے ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے، بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ ﴿**حرمت علیکم امھاتکم و بنٰتکم و اخواتکم** (الی قولہ عزوجل) **و ان تجمعوا بین الاختین**﴾ الآیۃ۔ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں، (اللہ عزوجل کے اس قول تک) اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں۔ الآیۃ) دیکھو جس طرح آدمی پر اس کی ماں بہن بیٹی حرام ہے، اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے، زید نے امام شافعی پر سخت جھوٹا افترا کیا (کہ ان کے مذہب میں اسے حلال بتایا) اور اب تک تو وہ اس ناپاک فعل سے فقط حرام کار و مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار تھا۔ اب مسلمانوں کے اماموں میں مختلف فیہ مان کر **اس کی حرمت کا منکر ہوا اور اس کا کام سرحدِ کفر تک پہنچا**، اس کا معاملہ بہت سخت ہوگیا"۔ (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 426، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : FAM-1201

تاریخ اجراء : 02ذوالحجۃالحرام1447ھ/19مئی2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net